جناب سفیر اختر صاحب

وسطی ایشیا کے مسلمان

(۳)

"وسطی ایشیا" کے خطّے سے اسلامی تاریخ وتہذیب کے سیکڑوں "رجال" ابھرے جن کے کارنامے رہتی دنیا تک جگمگاتے رہیں گے۔ تفسیر قرآن ہو یا حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم، فلسفہ ہو یا علم کلام، تاریخ ہو یا ادب، ہر شعبۂ علم میں "وسطی ایشیا" کا حصہ وقیع ہے۔ "الجامع الصحیح" کے مرتب امام بخاری اور "جامع ترمذی" کے جمع کنندہ امام ابوعیسیٰ محمد ابن عیسیٰ اسی خطّے کے گل ہائے سرسبد ہیں۔ اُن کی تالیفات سے نہ صرف برصغیر بلکہ پورے عالم اسلام میں یکساں طور پر اعتناء کیا گیا ہے، مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ "الجامع الصحیح" ہو یا "جامع ترمذی"، انہیں وسطی ایشیا کے حوالے سے نہیں بلکہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت سے پڑھا گیا ہے چنانچہ ان کتب کی جو شروح اور حواشی لکھے گئے، اُن میں حدیث اور فنِ حدیث درجال کو زیادہ اہمیت حاصل رہی ہے۔

متکلمین میں امام ماتریدی سے کون واقف نہیں۔ فقہ حنفی کے بیسیوں متون وسطی ایشیا کی درس گاہوں میں وجود میں آئے۔ "ہدایہ" جو فقہ حنفی کی متداول کتاب ہے، یہیں کے ایک عالم علامہ مرغیناتی کی تالیف ہے۔ تاہم برصغیر میں وسطی ایشیا کی جس شخصیت کو بطور شخصیت سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہوئی، وہ بوعلی سینا ہے۔ دوسرے نمبر پر البیرونی توجہ کا مرکز رہا ہے۔ اسی طرح دوسرے علوم وفنون کے حوالے سے "وسطی ایشیا" کے بیسیوں اہل علم تحقیق ومطالعہ کا موضوع رہے ہیں۔

آخر میں ایک نظر اُن اداروں پر بھی ڈال لی جائے جو "وسطی ایشیا" کو موضوع تحقیق بنائے ہوئے ہیں۔

انسٹی ٹیوٹ آف سنٹرل اینڈ ویسٹ ایشین اسٹڈیز۔ کراچی۔

۱۹۶۸ء میں ڈاکٹر سید حسام الدین راشدی، ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی، ممتاز حسن اور بعض دوسرے اہل علم نے وسطی اور مغربی ایشیا کی تاریخ، آثار قدیمہ، فلسفہ، ادب، ثقافت اور معاشی وسماجی اداروں کے بارے میں مطالعہ وتحقیق کو فروغ دینے کے لیے اس ادارے کی بنیاد رکھی۔ گزشتہ ۲۵ برسوں میں انسٹی ٹیوٹ کو وسطی اور مغربی ایشیا کے اہل علم میں خوب پذیرائی حاصل ہوئی ہے۔ ادارے کے سیکرٹری اور روح رواں پروفیسر ریاض الاسلام ہیں جو قرونِ وسطی کی مسلم تاریخ پر گہری نظر رکھتے ہیں۔

• انسٹی ٹیوٹ کی جانب سے اب تک جو مطبوعات شائع ہوئی ہیں، ان میں وسطی ایشیا اور برصغیر پاکستان وہند کے حوالے سے مطربی الاصم سمرقندی کا تذکرۃ الشعراء (تالیف: ۱۶۲۵ء) اور جہانگیر کے ساتھ اُس کی ملاقاتوں کی یادداشتیں "خاطراتِ مُطربی" کے نام سے یکے بعد دیگرے ۱۹۷۶ء اور ۱۹۷۷ء میں شائع ہوئیں۔ تذکرۃ الشعراء اور خاطراتِ مطربی دونوں کتابیں تاجک فاضل مرحوم عبدالغنی میرزایف نے مرتب کی تھیں۔

مولانا مظہر کے بعد محمد بن امیر ولی بلخی شاہجہان کے دور میں برصغیر پاکستان و ہند میں وارد ہوا تھا۔ واپس اپنے وطن جا کر محمد بن امیر ولی بلخی نے اپنے تاثرات کو کتاب "بحر الاسرار فی معرفتہ الاخیار" کا حصہ بنا دیا بحر الاسرار میں مؤلف نے وحدانیت خداوندی، ہیئت اور طبیعی علوم کے ساتھ جغرافیائی معلومات اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جنوبی ایشیا اور وسطی ایشیا کے بعض خطوں میں معاصر حکمرانوں کے حالات درج کیے ہیں۔ پروفیسر ریاض الاسلام نے کتاب کا وہ حصہ مرتب کیا ہے جو برصغیر اور سیلون کی سفری یادداشتوں سے متعلق ہے۔

ایک اور تاریخی متن "جامع التواریخ حسنی" ہے جسے ایرانی فضلاء حسین مدرسی طباطبائی اور ایرج افشار نے انسٹی ٹیوٹ کے لیے مرتب کیا ہے۔ یہ تیمور کے جانشینوں کے حالات میں تاج الدین حسن بن شہاب یزدی کی تالیف (۸۵۵-۸۵۷ھ ۱۴۵۱ء-۱۴۵۳ء) ہے

مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان۔ اسلام آباد

مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان کا اوّلین تصوّر صدر پاکستان کے دورۂ ایران کے موقع پر دونوں ملکوں کے سربراہوں کے مشترکہ اعلامیہ (۴ نومبر ۱۹۶۹ء) میں پیش کیا گیا تھا تاہم سرکاری سطح پر تفصیلات طے ہونے کے بعد تصوّر نے ۲۲ اکتوبر ۱۹۷۱ء کو عملی شکل اختیار کی۔ ابتداءً مرکز نے راولپنڈی میں ایرانی فاضل ڈاکٹر علی اکبر جعفری کی سرکردگی میں کام شروع کیا۔ مرکز نے حضرت علی ہجویری معروف بہ داتا گنج بخش لاہوری کے نام پر "کتاب خانہ گنج بخش" قائم کیا اور مطبوعہ کتابوں کے ساتھ مخطوطات جمع کرنے کی مہم شروع کی۔ کتب خانے کے اوّلین ناظم محمد حسین تسبیحی نے مختصر مدت میں ہزاروں مخطوطات حاصل کر لیے۔ مرکز کے ذخیرۂ مخطوطات میں ایک معقول تعداد ایسی کتابوں کی ہے جو وسطی ایشیا کے اہل قلم کی کاوش ہیں یا ان نسخوں کی کتابت وسطی ایشیا میں ہوئی ہے۔ فارسی مخطوطات کی فہرست آقائی احمد منزوی نے چار جلدوں میں مرتب کی ہے۔ ۲۲ عربی مخطوطات کی مجمل فہرست بھی ایران سے شائع ہو گئی ہے۔

مرکز نے ایران و پاکستان کے علمی و ادبی اور ثقافتی روابط کے حوالے سے فارسی زبان کی کم و بیش ایک سو کتابیں شائع کی ہیں۔ آقائی احمد منزوی نے پاکستان کے سرکاری اور نجی کتب خانوں میں موجود فارسی مخطوطات کی ایک جامع فہرست نیز ضخیم جلدوں میں مرتب کی ہے جس میں سیکڑوں ایسے مخطوطات کی نشاندہی کی گئی ہے جو وسطی ایشیا کے اہل قلم کی یادگار ہیں۔

مرکز تحقیقات فارسی نے سلسلہ خواجگان کا تذکرہ "لمحات من نفحات القدس" (محمد عالم صدیقی علوی) حافظ الدین محمد بخاری کی غیر مطبوعہ لغت قرآن "المستخلص" اور علی بن محمد الادیب الکرمینی کی "تکملۃ الاصناف" شائع کی ہیں۔ یہ تینوں کتابیں وسطی ایشیا میں لکھی گئی تھیں اور اوّل الذکر کا تعلق وہیں کے صوفیاء سے ہے۔

مرکز نے خواجہ محمد یعقوب چرخی کے رسائل ابدالیہ اور انسیہ شائع کیے ۔ اسی طرح خواجہ محمد پارسا کے رسالہ قدسیہ کا ایک اچھا ایڈیشن مرکز کی کوشش سے سامنے آیا ہے ۔

ایریا اسٹڈی سنٹر (سنٹرل ایشیا) ، پشاور یونیورسٹی ۔ پشاور

۱۹۶۰ء کے عشرے کے آخر میں پشاور یونیورسٹی میں " وسطی ایشیا کے عوام کی تاریخ و ثقافت معیشت و تجارت اور ادب و فن کے مطالعہ کے لیے ایریا اسٹڈی سنٹر قائم کیا گیا ۔ سنٹر تصنیف و تالیف کے ساتھ درس و تدریس کی سہولتیں مہیا کرتا ہے ۔ ایم ۔ اے ، ایم فل اور ڈاکٹریٹ کی سطح کے لیے علمی راہنمائی اور تحقیقی وسائل موجود ہیں ۔ وسطی ایشیا کے متخصص ڈاکٹر محمد انور خان سنٹر کے سربراہ ہیں ۔

سنٹر کی جانب سے ایک ششماہی مجلہ گزشتہ ۲۲ سال سے شائع ہو رہا ہے ۔ گزشتہ عشرہ ڈیڑھ میں افغانستان میں روسی مداخلت اور اس کے تحت پیدا ہونے والے حالات کے باعث مجلے میں افغانستان پر زیادہ مقالات اور رپورٹیں شائع ہوئی ہیں ۔ مجلے میں تاریخ ، جغرافیہ ، معاشیات اور عمرانیات کے حوالے سے بعض وقیع مقالات شائع ہوئے ہیں ۔

انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز ۔ اسلام آباد

۱۹۷۹ء میں انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز کی بنیاد رکھی گئی ۔ پروفیسر خورشید احمد انسٹی ٹیوٹ کے بانی چیئرمین ہیں ۔ انسٹی ٹیوٹ پاکستان بلکہ عالم اسلام کے اُن چند گنے چنے اداروں میں سے ہے جو غیر سرکاری سطح پر امت مسلمہ کے مسائل و حالات کا جائزہ لیتے ہیں ۔ انسٹی ٹیوٹ نے روزِ اوّل سے افغانستان اور وسطی ایشیا میں ہونے والی سیاسی تبدیلیوں کو اپنی تحقیق اور مطالعے کا موضوع بنایا ہے ۔ اس سلسلے میں افغانستان پر متعدد سیمیناروں کے انعقاد اور رپورٹوں کی اشاعت کے علاوہ انسٹی ٹیوٹ نے وسطی ایشیا پر آباد شاہ پوری کی دو کتابیں " ترکستان میں مسلم مزاحمت " اور " مسلم امہ ۔ سوویت روس میں " شائع کی ہیں ۔

انسٹی ٹیوٹ نے ۱۹۹۱ء میں اسلامک فاؤنڈیشن (لیسٹر ۔ برطانیہ) کے دو ماہی جریدہ کا ترجمہ " اشتراکی دنیا کے مسلمان " کے نام سے شائع کرنا شروع کیا تھا جس کے چھ شمارے شائع ہو سکے ۔ گزشتہ سال سے انسٹی ٹیوٹ کی جانب سے زیرِ نظر مستقل بالذات دو ماہی جریدہ " وسطی ایشیا کے مسلمان " باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے ۔

سنٹر فار دی اسٹڈی آف سنٹرل ایشین سویلائزیشن ۔ قائداعظم یونیورسٹی ۔ اسلام آباد

چھٹی سے تیرہویں صدی کے دوران میں وسطی ایشیا میں جنم لینے والے سائنس دانوں نے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے تھے ، وہ انسانیت کی میراث ہیں ۔ اس حقیقت کے تحت ۱۹۶۶ء میں یونیسکو کے عمومی

اجلاس میں طے کیا گیا کہ وسطی ایشیا کے ان اہل علم کے کارناموں کو عالمی سطح پر پوری اہمیت دی جائے۔

اس قرارداد کی روشنی میں ۱۹۷۶ء میں یونیسکو کے زیر اہتمام "سائنس کی ترقی میں وسطی ایشیا کے کردار" پر بین الاقوامی سیمینار منعقد ہوا اور یہی کوششیں "سنٹر فار دی اسٹڈی آف سنٹرل ایشن سویلائزیشن" کے قیام کا باعث بنیں۔ معروف فاضل احمد حسن دانی کی نگرانی میں یونیسکو کا یہ ادارہ کام کر رہا ہے۔ وسطی ایشیا کی شخصیات کے کارناموں پر سیمیناروں کے علاوہ "سنٹر" کی طرف سے بعض کتابیں شائع ہوئی ہیں جن میں آثار قدیمہ اور بشریات کو زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔

۱۹۷۸ء سے سنٹر ایک ششماہی مجلہ باقاعدگی سے شائع کر رہا ہے
۱۹۸۲ء میں جرنل کے دونوں شمارے یکجا شائع ہوئے جو ترکی زبان میں وسطی ایشیا کی ایک جامع کتابیات پر مشتمل ہے

حواشی

۱۔ ڈاکٹر سید عبداللہ، مقالہ "تزکات تیموری"، فارسی زبان و ادب، مجلس ترقی ادب (۱۹۷۷ء)، ص ۱۶۹-۱۷۱

۲۔ "ظفرنامہ" نام اتنا مقبول ہوا کہ بعد کے کئی مورخین نے اپنے ممدوحین کی عسکری کامیابیوں کے ریکارڈ کو ظفرنامے کا نام دیا۔ "ظفرنامہ شاہجہاں"، "ظفرنامہ عالمگیری" اور "ظفرنامہ رنجیت سنگھ" سے اہل علم واقف ہیں۔

۳۔ وزیرالحسن عابدی، دیباچہ یادداشتہائے مولوی محمد شفیع راجع بہ تیمور و عہد وی، لاہور: مجلس ترقی ادب (۱۹۷۸ء)، ص "کب"

۴۔ زین خان خوافی، طبقات بابری (انگریزی ترجمہ: سید حسن عسکری)، دہلی: ادارہ ادبیات (۱۹۸۲ء) ص ۷۷-۸۱

۵۔ محمد صابر، ترک اور برصغیر، ماہ نو (کراچی) جون ۱۹۶۵ء، ص ۱۵

۶۔ محمد غوثی شطاری مانڈوی، اذکار ابرار (ترجمہ: فضل احمد جیوری)، لاہور: اسلامک بک فاؤنڈیشن (۱۹۷۵ء)، ص ۳۲۲۔

۷۔ خواجہ ابوالعلا نقشبندی پر متعدد کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ ان کی سوانح حیات اور کتابیات کے لیے دیکھیے: سعادت مرزا قادری، قدوۃ العارفین حضرت امیر ابوالعلا نقشبندی اکبرآبادی، الولی (حیدرآباد سندھ) مارچ ۱۹۷۵ء، ص ۲۹-۳۴، اپریل۔مئی ۱۹۷۵ء، ص ۱۷-۴۴

۸۔ اقتدار حسین صدیقی،

سہ ماہی زد ہلی، جولائی ۱۹۸۰ء، ص ۱۳۴

۹۔ برصغیر پاکستان و ہند میں تصوّف کے مخطوطات کے لیے دیکھیے، خدابخش لائبریری جرنل (پٹنہ)، شمارہ ۶۹ بہار ۱۹۹۲ء

۱۰۔ خواجہ محمد یوسف ہمدانی، خواجہ عبدالخالق کے مرشد تھے، مگر پیر اور مرید نے الگ الگ اندازِ نظر اختیار کیا۔ نور بخش توکلی نے اس کی وضاحت میں لکھا ہے۔ "کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ خضر آپ کے پیر سبق ہیں اور خواجہ یوسف ہمدانی پیر صحبت و پیر خرقہ۔ اگرچہ خواجہ یوسف اور ان کے مشائخ ذکر بالجہر کیا کرتے تھے لیکن چونکہ خواجہ عبدالخالق کو ذکر خفیہ کی تلقین حضرت خضر سے تھی اس لیے خواجہ یوسف نے اس میں رد و بدل نہیں کیا بلکہ فرمایا کہ جس طرح تم کو تلقین ہوئی ہے، کیے جاؤ۔" (تذکرہ مشائخِ نقشبندیہ، لاہور، نوری بک ڈپو (۱۹۷۶ء)، ص ۷۵-۷۶)

۱۱۔ یہ اداریہ اسی عرصے میں پمفلٹ کی صورت میں بھی شائع ہوگیا تھا۔ دیکھیے: دوستی یا ذہنی غلامی، جماعت اسلامی کا مؤقف، ملتان: ادارہ مطبوعات جماعت اسلامی (۱۹۶۸ء)

۱۲۔ پروفیسر آرمینیس ویمبری کے احوال و آثار کے لیے دیکھیے، "لوری ایلڈر" اور "رچرڈ ڈالبی"، لندن: پنج

ین اینڈ ٹرنر (۱۹۷۹ء)

منشی محبوب عالم نے ۱۹۰۰ء میں یورپ کا سفر کیا تو بوڈاپسٹ میں پروفیسر ویمبری سے ملاقات کی کوشش کی مگر پروفیسر ویمبری کے گھر پر موجود نہ ہونے کے باعث ملاقات سے محروم رہے۔ [سفرنامہ یورپ، بلادِ روم شام و مصر، لاہور: ڈیسنٹ پریس (۱۹۲۵ء)] تاہم سفر سے واپسی پر انہوں نے پروفیسر ویمبری کی خود نوشت کے نظرثانی شدہ ایڈیشن

(لندن: ۱۸۸۶ء) کا ملخص ترجمہ شائع کیا۔

منشی محبوب عالم کے بعد ۱۹۰۶ء میں شیخ سر عبدالقادر مدیر "مخزن" (لاہور) کا بوڈاپسٹ جانا ہوا تو وہ پروفیسر ویمبری سے مل کر آئے اور قارئین "مخزن" کو انہوں نے بتایا کہ

پروفیسر ویمبری انگلستان میں اور دیگر ممالکِ یورپ میں مشرقی معاملات کے متعلق عموماً اور اسلامی معاملات کے متعلق خصوصاً نہایت باخبر مانے جاتے ہیں اور گو کئی دفعہ ہمیں ان سے رائے میں اختلاف ہوا ہے، تاہم اِس امر کا اعتراف کرنا فرض ہے کہ بہ اعتبار مغربی نژاد ہونے کے ان کی معلومات تعجب خیز ہیں مگر [انتخابِ مخزن، لاہور، شیخ مبارک علی تاجر کتب (س-ن) ص ۹۹-۱۰۰]

شیخ عبدالقادر کو پروفیسر ویمبری نے اپنی کتابیں دکھائیں در کتابوں کے بارے میں باتیں ہوتی رہیں۔ شیخ عبدالقادر کے بیان کے مطابق لارڈ کرزن کے اُن کے شاگرد تھے اور ڈاکٹر آ۔یل سٹائن بھی ان سے شرفِ تلمذ رکھتے تھے اور "لارڈ کرزن کے عہد میں ان کو جو عہدہ وسط ایشیا میں تحقیقات وغیرہ کا سرکار کی طرف سے ملا تھا، اس میں غالباً پروفیسر صاحب کی سفارش کو بھی دخل تھا۔"

ڈاکٹر آرل سٹائن (م ۱۹۴۳ء) بھی ہنگری کے رہنے والے تھے، گو انہیں برطانوی شہریت حاصل تھی۔ "وسطی ایشیا" میں مشرقی ترکستان ان کی اثری تحقیقات کا موضوع تھا۔ حالات کے لیے دیکھئے: جینٹ مرسکی شکاگو: یونیورسٹی آف شکاگو پریس (۱۹۷۷ء)

لارڈ کرزن کے جانشینوں اور آرل سٹائن کے باہمی روابط کی بعض جھلکیوں کے لیے دیکھئے: مارٹن گلبرٹ، لندن: لانگ مینز (۱۹۶۶ء) ص ۶۱، ۷۳

۱۴۔ محمد عبدالحی مدبدایونی، تاثراتِ روس، کراچی: دفتر مرکزی جمیعۃ علمائے پاکستان (۱۹۵۷ء) ص ۱۷۱ (۱۵) ایضاً ص ۴۸

۱۵۔ راغب احسن، روس میں کیا دیکھا، تحریک (دہلی)، جنوری ۱۹۵۸ء، ص ۲۱ (۱۶) ایضاً، ص ۲۲

۱۷۔ سید ذوالفقار علی بخاری، سرگزشت، کراچی: معارف لمیٹڈ (۱۹۶۶ء) ص ۵۰۔۴

۱۸۔ شریف الحسن (مترجم) آذربائیجانی سیاح۔ ڈھاکہ میں، بھائی (کراچی)، اکتوبر ۱۹۶۷ء، ص ۳۲۔۱م

۱۹۔ حکیم سید ظل الرحمٰن کی مرتبہ فہرست "مطبوعات ابن سینا" [خدابخش لائبریری جرنل (۲۲) بابت ۱۹۸۳ء ص ۵۰۔۔۔۱۱۰] سے معلوم ہوتا ہے کہ بوعلی سینا کی بعض کتابیں صرف برصغیر پاکستان و ہند میں شائع ہوئی ہیں اور بعض دوسرے ممالک کے ساتھ ساتھ یہاں بھی چھپی ہیں اور ان کے انگریزی اور اردو تراجم کیے گئے ہیں

۲۰۔ البیرونی سے برصغیر کے اہل علم کے اعتنا کے سلسلے میں دیکھئے: محمد اکرام چغتائی، آثار البیرونی، لاہور: سٹوڈنٹ کارنر (۱۹۷۶ء)، آثار البیرونی (اضافات)، صحیفہ (لاہور)، مئی۔جون ۱۹۷۸ء، ص ۱۔۴م

۲۱۔ "بحر الاسرار فی معرفۃ الاخیار" کا ایک حصہ پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی، کراچی کی جانب سے ۱۹۸۴ء میں شائع ہوا ہے۔

۲۲۔ احمد منزوی، فہرست نسخہ ہای خطی فارسی کتاب خانہ گنج بخش، اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان جلد اوّل (۱۹۷۸ء) جلد دوم (۱۹۷۸ء) جلد سوم (۱۹۸۰ء) اور جلد چہارم (۱۹۸۲ء)

۲۳۔ مفصل تعارف اور مطبوعات کے لیے دیکھیے: ڈاکٹر علی اکبر جعفری، تحقیقاتِ فارسی در پاکستان، راولپنڈی مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان (۱۹۷۰ء)، سید مہدی غروی، نخستین کارنامہ مرکز تحقیقاتِ فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد: مرکز تحقیقاتِ فارسی ایران و پاکستان (۱۳۵۷ھ)